بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ امتناع کذب اور امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کا حاشیۃ المسایرۃ

پس منظر:

مسئلہ امتناع کذب باری تعالیٰ پر اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت امام اہل سنت الشاہ مولانا احمد رضا خان القادری علیہ الرحمۃ کی عظیم تحقیقی خدمات ہیں۔اس موضوع سے متعلق آپ کے بعض رسائل وافادات چھپ چکے ہیں اور کئی حواشی اب تک منظرِ عام پر آ کر اہل علم سے داد وتحسین نہیں پا سکے۔حلیۃ شرح منیۃ کے حاشیہ میں مسئلہ خلف وعید پر کلام فرمایا تو وہ ابھی تک چھپ نہ سکا۔مسئلہ تعذیب مطیع پر اعلیٰ حضرت کا ایک علمی و تحقیقی حاشیہ فواتح الرحموت کے حواشی میں قلمی ہے جو ابھی تک صاف نہیں کیا گیا۔امام ابن ہمام علیہ الرحمۃ کی التحریر پر اعلیٰ حضرت کا حاشیہ ہے اور اس میں بھی اس مسئلہ پر کلام ہے جو ابھی منظر عام پر نہ آ سکا۔اندازہ ہے کہ اور کتابوں پر آپ کے حواشی ہونگے جن میں مسئلہ امتناع کذب پر آپ نے کلام فرمایا ہوگا اور ابھی تک وہ منظر عام پر نہ آ سکے۔شرح مقاصد کے حواشی ہمیں نا تمام ملے،شاید ان میں اعلیٰ حضرت نے مذہب اشاعرہ کی فروع پر کلام کیا ہو اور مسئلہ امکان کذب بھی زیر بحث آیا ہو لیکن اس وقت میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے حاشیہ المسایرۃ والمسامرۃ کو دیکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

المسایرۃ امام ابن ہمام علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے جو مذہباً ماتریدی تھے اور المسامرۃ آپ کے تلمیذ ابن ابی الشریف الاشعری کی اس پر شرح ہے۔امام احمد رضا کا یہ حاشیہ پروفیسر مجید اللہ قادری کی مرتبہ ''امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری'' کی جلد دوم کے

صفحہ 262 تا 275 پر مطبوع ہے۔ ابھی تک قلمی ہے وہ بھی اصل سے کسی نے نقل کیا ہے اور مقابلہ و تصحیح کی ضرورت ہے۔ اس میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا ایک حاشیہ مسایرہ کی ایک متنازعہ عبارت پر ہے جس سے اکثر دیوبندی مکتب فکر کے علماء اپنے اکابر کے نظریہء امکان کذب کا جواز نکالتے ہیں اور اسے دلیل بنا کر یہ تاثر دیتے ہیں کہ اشاعرہ بھی امکان کذب کے قائل تھے۔ میری معلومات کے مطابق اس عبارت مسایرہ پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے حواشی اور نکات ابھی تک اصل سے مقابلہ و تصحیح عبارت کے ساتھ طبع نہیں ہو سکے۔ میں پروفیسر مجید اللہ قادری کی مذکورہ ترتیب سے اس کی عبارتیں لے کر اہل علم و فضل کے سامنے پیش کرنے کی سعادت پا رہا ہوں۔ مناسب مقامات پر اپنی طرف سے بعض فوائد کا بھی اضافہ کیا ہے۔

عبارت مسایرہ اور حاشیہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ

المسایرۃ کے صفحہ 189 پر امام ابن ہمام علیہ الرحمۃ ابوالبرکات نسفی علیہ الرحمۃ کی ایک عبارت ''العمدۃ'' سے نقل فرماتے ہیں لکھتے ہیں۔

''ثم قال لایوصف تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم والسفه والکذب لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلة یقدر ولا یفعل''

ترجمہ: ''علامہ نسفی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ظلم جہالت اور کذب پر قادر ہونے سے موصوف نہیں ہوتا کیوں کہ محال اللہ تعالیٰ کی قدرت میں داخل نہیں اور معتزلہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ ان پر قادر ہے اور کرتا نہیں ہے۔''
(کلام علامہ نسفی ختم ہوا)

اس عبارت کا معنیٰ واضح ہے اور علامہ نسفی علیہ الرحمۃ کے قول میں تصریح ہے کہ معتزلہ امکان کذب کے قائل ہیں اور اسے تحت قدرت مانتے ہیں جبکہ اس کا وقوع ان

کے نزدیک بھی نہیں۔ امام ابن ہمام علیہ الرحمۃ اس کے بعد اس قول پر جرح فرماتے ہیں اور امام نسفی علیہ الرحمۃ پر یوں مواخذہ کرتے ہیں۔

"ولا شک فی ان سلب القدرۃ عما ذکر ھو مذھب المعتزلۃ واما ثبوتھا ثم الا متناع عن متعلقھا فبمذھب الاشاعرۃ الیق"

اس میں کچھ شک نہیں کہ مذکورہ امور (یعنی ظلم و جہالت، کذب) پر قدرت نہ ماننا یہی معتزلہ کا مذہب ہے اور یہ قول کہ وہ ان امور پر قدرت کے باوجود انہیں نہیں کرتا اشاعرہ کے مسلک سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔"

اس پر شارح علامہ ابن ابی الشریف المسامرۃ میں لکھتے ہیں۔

"کانہ انقلب علیہ مانقلہ عن المعتزلۃ"

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام نسفی نے معتزلہ سے جو نقل کیا ہے اس کی صورت ان کے ذہن میں پلٹ گئی ہے۔ یعنی معتزلہ کا مذہب تھا نقائص پر واجب تعالیٰ کی عدم قدرت اور امام نسفی کے ذہن میں یہ آگیا کہ معتزلہ کا مذہب ہے نقائص پر ثبوت قدرت۔

المسایرۃ اور المسامرۃ کی ان عبارات کا ماحصل یہ ہے۔

1:۔ ماتن وشارح دونوں امام نسفی علیہ الرحمۃ پر جرح کرتے ہیں کہ معتزلہ قدرت علی الکذب کی نفی کرتے ہیں اس لئے اثبات قدرت علی الکذب کو معتزلہ کا مذہب بتانا درست نہیں۔

2:۔ ماتن قدرت علی الکذب کو مذہب اشاعرہ کے زیادہ مناسب بتاتے ہیں بنسبت مذہب معتزلہ کے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ عقیدہ مذہب اشاعرہ سے زیادہ مناسبت کس طرح رکھتا ہے؟ مگر نہ شارح علیہ الرحمۃ کوئی وجہ الیقیت ومناسبت ذکر کرتے ہیں اور نہ ہی ماتن۔

اعلیٰ حضرت کا امام نسفی پر جرح کا جواب اور قائلین امکان کذب کا رد بلیغ

اب قارئین ملاحظہ فرمائیں کہ قلم امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے اس عبارت کو امکان کذب کی دلیل بنانے والوں کی جڑیں کیسے قلع فرمائی ہیں۔ ابن ابی الشریف علیہ الرحمۃ کی بات پر رقمطراز ہیں۔

''اقول یرید الرد علی الامام الاجل ابی البرکات عبداللہ النسفی صاحب المدارک والکنز والکافی والوافی والعمدۃ وغیرھا من التصانیف اللائقۃ فی التفسیر والفقہ''

اقول کہہ کر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ شارح یہاں ایسے امام کا رد کرنا چاہتے ہیں جو متعدد بھاری تصنیفات کے مصنف ہیں۔ اور علم میں اونچا مقام رکھتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے ان کی تصانیف کا ذکر اس لئے کیا کہ وہ کوئی معمولی آدمی نہیں تھے جو ایسی بات کہہ دیتے جس کا وزن نہ ہو۔

''والکلام بوجھین الاول انہ نسب الی المعتزلۃ القدرۃ علی تلک القاذورات وھم مع ضلالھم مبرؤون عن ذلک فقد صرحوا ایضاً وفاقالا ھل السنۃ باستحالۃ کل ذلک علیہ سبحانہ و تعالیٰ. اقول والجواب عنہ ان بعضھم لجھلہ اوضلالہ صرح بخلاف ذلک والامام النسفی ثقۃ فی النقل

فلا يؤخذ عليه لوجود النقل عن اكثر هم وفاق اهل السنة فان بعضاً من قوم اذا قالوا بقول جاز النسبة اليهم على سبيل مهملة (؟) وان كان اكثرهم لم يقولوابه الاترى الى قوله تعالىٰ ''وقالت اليهود عزير ابن الله'' مع ان القائل بهذا من اليهود لم تكن الاشرذمة قليلة كانوا و بانوا كما صرحوابه''

اس عبارت کا مفاد یہ ہے کہ امام نسفی پر کلام یہاں دوطرح ہے۔اول یہ کہ انہوں نے قبائح پر قدرت باری ماننے کی نسبت معتزلہ کی طرف کردی حالانکہ وہ اس اعتقاد سے بری ہیں اس لئے کہ قبائح پر قدرت باری کو وہ بھی محال مانتے ہیں اوراس بارے میں معتزلہ کی تصریحات،اہل سنت کے مطابق ہیں۔ہاں وہ اپنے دیگرعقائدفاسدہ کی وجہ سے گمراہ ضرور ہیں۔

اس کا جواب دیتے ہوئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ اکثرمعتزلہ کا وہی مذہب ہے جواہل سنت کا ہے۔لیکن بعض معتزلہ نے اپنی جہالت وضلالت کے باعث کذب پر قدرت باری ہونے کی صراحت کی ہے۔امام نسفی نقل میں ثقہ ہیں۔جب بعض معتزلہ سے اس فاسدعقیدے کی صراحت ثابت ہوگئی تو معتزلہ کی طرف اس کی نسبت کرنے کے باعث امام نسفی پر مؤاخذہ نہیں ہوسکتا۔اگرچہ اس باب میں اکثرمعتزلہ اہل سنت کے موافق ہیں۔

اس لئے کہ کسی قوم کے بعض افرادجس کسی بات کے قائل ہوں تو قوم کی طرف اس بات کی نسبت جائز ودرست ہوتی ہے اگرچہ اکثر افراداس کے قائل نہ ہوں۔قضیہ مہملہ کی صورت میں یہی ہوتا ہے مثلاً معاینہ یا امتحان لینے والے کوکسی ادارے میں چندطلبہ محنتی ملے تو اس کا یہ کہنا صحیح ہے کہ ''طلبہ محنتی ہیں'' اگرچہ اکثر اس کے

برخلاف ہوں۔ یا بعض طلبہ کو شرارت کرتے دیکھا تو آدمی یہ کہہ سکتا ہے کہ ''طلبہ شریر ہیں'' اگرچہ اکثر اس کے برخلاف ہوں۔ قضیہ مہملہ میں کل یا بعض کی صراحت نہیں ہوتی اس لئے بعض افراد کے لئے حکم ثابت ہونے کی صورت میں بھی قضیہ مہملہ ثابت رہتا ہے۔اس اسلوب کلام کی نظیر خود قرآن مقدس میں موجود ہے۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔''یہود نے کہا: عزیر خدا کے بیٹے ہیں''۔حالاں کہ اس کے قائل کل یا اکثر یہود نہ تھے بلکہ ان کی ایک چھوٹی سی ٹولی یہ عقیدہ رکھتی تھی جو کسی زمانے میں تھی بعد میں وہ بھی نہ رہی۔علما اور مفسرین اس کی صراحت فرما چکے ہیں۔

فائدہ:

صرف امام نسفی علیہ الرحمۃ نے ہی بعض معتزلہ کی طرف اس قبیح مذہب کو منسوب نہیں کیا۔ بلکہ امام رازی علیہ الرحمۃ نے تفسیر کبیر میں آیت۔''ان اللہ لیس بظلام للعبید'' کی تفسیر میں اور علامہ ایجی نے مواقف میں یہ تصریح فرمائی ہے کہ یہ بعض معتزلہ کا مذہب ہے۔اور شرح مواقف میں شریف جرجانی علیہ الرحمۃ نے اسے ایک جماعت معتزلہ جس کا نام ''مزداریہ'' بتایا اس کی طرف اسے منسوب کیا جس کا بانی ابو موسیٰ عیسیٰ بن صبیح تھا اور ''راہب معتزلہ'' کے لقب سے مشہور تھا۔ پتے کی بات یہ ہے کہ پچھلی صدی میں جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے قدرت علی الکذب کو ثابت کرنے کی زبردست تحریک چلائی وہ دعویدار قطبیت واعلیٰ مراتب شیخیت ہی تھے۔اللہ تعالیٰ ایسے علم سے پناہ دے جو گمراہی کا سبب بنے۔آمین۔

کلام امام ابن ہمام علیہ الرحمۃ کی دوسری جہت پر کلام:

مزید اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

''والثانی ان الذی نسبہ الی المعتزلۃ فھو انسب بمقال الاشاعرۃ النافیۃ للحسن والقبح العقلیین الاتری انھم

يـجـوزون عـلـى الـلــه تـعـالـىٰ الـتـكـليف بـالمحال الذاتى ويـجــوزون تـعذيب المطيع الذى لم يعص الله طرفةعين و يـزعمون انه تعالىٰ يمتنع عن ذلک مختاراً لا انه لا قدرة له عـلى ذلک فكان قياس قولهم ان يقال ههنا ايضاً كذلک.
اقول وانـت تـعـلـم ان المصنف رحمه الله تعالىٰ لم يذكره مـذهبـا لـنـفـســه كيف وانــه ليــس من الاشـاعرة. بل من الـماتريدية كيف و قد نص بنفسه فى نفس هذا الكتاب فى الـخاتمة (على الصفحة٦٤) حيث لخص عقائد اهل السنة وغيـرهـا اجـمـالاً لـيـحفظها المؤمن ويعتقد بها مانصه: "لا ضدله تعالىٰ ولا مشابه ولا حدولا نهاية ولا صورة يستحيل عـليه سمات النقص كالجهل والكذب" هذا هو عقيدته بل عـقيـدة جـميع اهل السنة فانه قال فى صدرتلک الخاتمة "ولـنختم الكتاب بايضاح عقيدة اهل السنة والجماعة" ثم جـعـل يسـردها وذكر منها هذا فهو رحمه الله تعالىٰ بنفسه مـعتـقـد بـاسـتـحـالة الـكذب عليه تعالىٰ كاستحالة الجهل وعـالـم بـان هـذا عـقيـدة جـميع اهل السنة الاترى انه لم يـذكـره عـقيـدةً لنفسه فقط بل رواه عن جميع اهل السنة والـجـمـاعة وقـد قـدم الشـارح رحــمـــه الـلـه تعالىٰ (على صـفـح١٧٥) "انـه لا خـلاف بين الاشعرية وغيرهم فى ان كـل مـا كان وصف نقص فى حق العباد فالبارى تعالىٰ منزه عـنـه وهـو مـحال عليه تعالى والكذب وصف نقص" فهذه

عقیدۃ الاشاعرۃ وجمیع اهل السنة وانت تری انه لم یذکرها ههنا روایة عن الاشاعرة ولا قال انه مذهبهم او مذهب احد منهم وانما ذکر قیاساً منه انه الیق بمذهبهم"

کلام ابن ہمام میں امام نسفی پر جرح کی دوسری جہت یہ ہے کہ جو بات انھوں نے معتزلہ کی طرف منسوب کی وہ اشاعرہ کے قول سے زیادہ مناسبت رکھتی ہے۔

امام ابن ہمام کی اس بیان کردہ مناسبت کی وجہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اشاعرہ عقلی حسن وقبح کی نفی کرتے ہیں۔یعنی یہ نہیں مانتے کہ عقلاً کوئی چیز اچھی یا بری ہے بلکہ شارع نے جسے جائز کہا وہ اچھی ہے جسے ناجائز کہا وہ بری ہے۔

اس لئے وہ مانتے ہیں کہ جو امر محال بالذات ہے، باری تعالیٰ بندے کو اس کی بجا آوری کا مکلّف بنا سکتا ہے۔ بلفظ فنی: تکلیف بہ محال ذاتی جائز وممکن ہے۔اسی طرح وہ اطاعت شعار بندہ جس کا ایک لمحہ بھی رب کی نافرمانی میں نہ گزرا، باری تعالیٰ اسے عذاب دے سکتا ہے۔ بلفظ اصطلاحی: تعذیب مطیع جائز وممکن ہے۔اور اشاعرہ یہ خیال رکھتے ہیں کہ باری تعالیٰ تکلیف بہ محال ذاتی اور تعذیب مطیع سے باختیار خود باز رہتا ہے۔یعنی بالفعل وہ کسی محال کا بندے کو نہ مکلّف بناتا ہے نہ کسی واقعی مطیع کو عذاب دیتا ہے۔ ایسا نہیں کہ تکلیف بالمحال یا تعذیب مطیع پر اسے قدرت نہیں۔تو اشاعرہ کے قول مذکور پر قیاس کرتے ہوئے یہاں بھی کہا جا سکتا ہے کہ باری تعالیٰ کو کذب پر قدرت تو ہے مگر وہ کذب کو عمل میں نہیں لاتا۔(اگر یہ قول ہو تو اشاعرہ کے مذہب سے زیادہ میل کھاتا ہوا ہوگا برخلاف مذہب معتزلہ کے)

یہ بیان فرمانے کے بعد اعلیٰ حضرت قیاس کا بھی جواب عطا فرماتے ہیں اور

ہمیشہ کے لئے اس عبارت سے استناد کا سدِ باب فرماتے ہیں۔ اقول کہہ کر تقریر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

1:۔ قدرت علی الکذب کو ماتن علیہ الرحمۃ اپنا مذہب نہیں قرار دے رہے ہیں اور ایسا ہو بھی نہیں سکتا اس لئے آپ اشعری نہیں ماتریدی ہیں۔

2:۔ پھر اپنا عقیدہ خاتمۃ الکتاب میں خود تلخیصاً ذکر فرماتے ہیں جسے تمام اہل سنت اشاعرہ و ماتریدیہ کا مذہب قرار دیتے ہیں کہ استحالہ کذب استحالہ جہل ہی کی طرح ہے کہ دونوں محال ذاتی وعقلی ہیں اور تحت قدرت نہیں۔

3:۔ پھر شارح ابن ابی الشریف علیہ الرحمۃ (جو ماتن یعنی امام ابن ہمام کے شاگرد اور خود اشعری ہیں) پہلے بیان کر چکے کہ اشاعرہ اور ماتریدیہ کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ جو بندوں کے حق میں نقص ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حق میں بھی نقص ہے اور کذب نقص ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بالاتفاق ہر نقص سے منزہ ہے۔ پس استحالہ کذب اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ٹھہرا۔

4:۔ ابن ہمام علیہ الرحمۃ اشاعرہ سے یہ مذہب روایت بھی نہیں فرما رہے ہیں۔

5:۔ نہ یہاں تصریح کر رہے ہیں کہ یہ کسی اشعری کا مذہب ہے۔

6:۔ بلکہ یہ ان کا اپنا قیاس اور رائے ہے جس کا وہ اظہار فرما رہے ہیں کہ اس مسئلے کی ظاہری صورت مذہب اشاعرہ کے زیادہ قریب وموافق ہے۔

اس کے بعد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اس قیاس ورائے کے فساد و بطلان کی وجہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''ووجہ زعم الالیقیۃ وھی ما ذکرنا من اقاویلھم فی التکلیف بالمحال وتعذیب المطیع ومن الجلی عند کل

من له حظاً من العقل ان ما يذكر قياساً على بعض ما صدر منهم من الاقاويل لا يكون مذهبهم اصلاً وان لم يات منهم تصريح بخلاف فكيف وهم قاطبة مصرحون ببطلانه فكيف والمصنف بنفسه والشارح كذلک نقلاً عن مذهب اهل السنة والجماعة ماهو قاض ببطلان هذا القياس فكيف وفساد هذا القياس واضح بغير التباس كمابينه تلميذ المصنف الاكبر العلامة قاسم بن قطلوبغارحمه الله تعالىٰ فی حاشيته على هذا الكتاب (على الصفحة ١٨١) "والحق ان هذا القياس انما ينشؤمماوقع من الاشاعرة من تحيرات وترددات نشات عن غفلتهم عن محل الوفاق فی مسالة الحسن والقبح العقليين كما بينه المصنف رحمه الله تعالىٰ آنفا بيانا شافياً "(على الصفحه ١٧۴ و ١٧۵) فسبحن الله لا ينسى.

اس عبارت کا ماحصل حسب ذیل ہے۔

1:۔ مذہب اشاعرہ سے مناسب خیال کرنے کی وجہ وہی ہے جو تکلیف بالمحال اور تعذیب مطیع سے متعلق ہم نے اشاعرہ کے اقوال بیان کئے۔

2:۔ جسے بھی عقل کا کچھ حصہ ملا ہے اس کے نزدیک یہ امر عیاں ہے کہ اشاعرہ سے جو اقوال صادر ہوئے ان میں سے کسی ایک پر قیاس کرتے ہوئے جو بات کہی جائے وہ ان کا مذہب ہرگز نہ ہوگی اگرچہ ان کی تصریح اس بات کے برخلاف موجود نہ ہو۔

3:۔ پھر اس صورت میں وہ بات ان کا مذہب کیسے ہوسکتی ہے جب کہ

سب کے سب اشاعرہ اس کے باطل ہونے کی تصریح کر چکے ہیں۔

4:۔ مزید برآں خود مصنف اور شارح اس باب میں تمام اہل سنت و جماعت کا مذہب وہ نقل کر رہے ہیں جو اس قیاس کے بطلان کا قطعی فیصلہ کر رہا ہے۔

5:۔ اس سے بھی آگے یہ کہ مصنف کے تلمیذ اکبر علامہ قاسم بن قطلو بغا نے اس کتاب پر اپنے حاشیہ میں اس قیاس کا فساد و بطلان بہت واضح طور پر عیاں کر دیا ہے۔

یہ تائیدات ذکر کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔

6:۔ حق یہ کہ عقلیت حسن وقبح کے مسئلے میں مقام اتفاق سے غفلت کے باعث حضرات اشاعرہ سے جو حیرت وتردد پر مبنی باتیں سرزد ہوئی ہیں انہی کی جڑ سے یہ قیاس پیدا ہوتا ہے۔

7:۔ اشاعرہ کی یہ باتیں خود مصنف علیہ الرحمۃ (ص ۱۷۴ و ۱۷۵) شافی طور پر بیان کر چکے ہیں۔ مگر اپنا یہ قیاس لکھتے ہوئے یہ ملحوظ نہ رکھ سکے کہ وہ سب حیرت و تردد کی باتیں ہیں جو قابل التفات نہیں۔ کسی دوسرے امر کا ان پر قیاس کیسے روا ہوگا۔ پاک ہے وہ ذات جسے سہو ونسیان نہیں۔

فائدہ:

امام ابن ہمام علیہ الرحمۃ اور دوسرے اعلام نے اپنی کتابوں میں ذکر فرمایا کہ حسن وقبح کے 3 معنی ہیں۔ صرف ایک معنی مختلف فیہ ہے۔ اور باقی دو معنوں میں تمام اشاعرہ وماتریدیہ ومعتزلہ کا اتفاق ہے۔

1:۔ کسی چیز کا اچھا یا برا ہونا بایں معنی کہ وہ صفت کمال یا صفت نقص ہے جیسے علم اور جہل۔ اس معنی میں حسن وقبح کا ادراک عقل سے ہو جاتا ہے۔ خواہ شریعت وارد ہو یا نہ ہو۔ اسی طرح کذب کا صفت نقص ہونا عقلاً معلوم ومسلم ہے۔

2:۔ کسی غرض اور مقصد کے موافق ہونے کے باعث کسی امر کا اچھا ہونا، اور ناموافق ہونے کے باعث برا ہونا۔ یہ حسن وقبح بھی عقلی ہے۔ مثلاً ''قتل زید'' اس کے دشمنوں کی نظر میں اچھا ہے اور دشمنوں کی نظر میں برا ہے۔

3:۔ تیسرا اختلافی معنی حُسنِ فعل، اس معنی میں کہ وہ رب کے نزدیک دنیا میں قابل مدح اور آخرت میں قابل ثواب ہے اور قبحِ فعل اس معنی میں کہ وہ خدا کے نزدیک دنیا میں قابل مذمت اور آخرت میں قابل عقاب ہے۔ اشاعرہ عقل کو ان معنوں کے ادراک میں مستقل نہیں مانتے بلکہ انہیں ورودِ شرع پر موقوف مانتے ہیں۔ اب مقام بحث میں بعض اشاعرہ سے ذہول ہوا اور انہوں نے کذب کے نقص عقلی میں تحیر کیا جبکہ کذب کا قبح عقلی بمعنی نقص اجماعی ہے۔ علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں ان بعض علما کے نام اور اقوال ذکر کرنے کے بعد ان کے ذہول پر تعجب فرماتے ہیں۔ خود ابن ہمام یہ ساری بات المسایرۃ میں چند صفحات قبل بیان کر چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو ان کی عبارت۔

''کثیراً ما یذھل اکابر الاشاعرۃمن محل النزاع فی مسئلتی الحسن والقبح العقلیین لکثرۃ ما یشعرون فی النفس ان لاحکم للعقل بحسن ولا قبح فذھب عن خاطرھم محل الاتفاق حتی تحیر کثیر منھم فی الحکم باستحالۃ الکذب علیہ لا نہ نقص (الی ان قال) حتی قال بعضھم ونعوذ باللہ مما قال لا یتم استحالۃ النقص علیہ الاعلی رای المعتزلۃ القائلین بالقبح العقلی(الی ان قال) وکل ھذا منھم للغفلۃ عن محل النزاع حتی قال بعض محققی المتاخرین منھم (ای من الاشاعرۃ وھو المولیٰ

سعد الدین فی شرح المقاصد) بعد ما حکی کلا مهم هذا وانا اتعجب من کلام هولاء المحقیقن الواقفین علی محل النزاع فی مسئلتی الحسن والقبح" انتهی

(المسایرہ مع المسامرۃ ص۱۸۳ تا ۱۸۷۔ طبع دائرۃ المعارف الاسلامیۃ، بلوچستان)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ابن ہمام علیہ الرحمۃ کے نزدیک نظریہ امکان کذب باطل ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہئے۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کا عبارت مسایرہ سے استدلال

اس تقریر جلیل کے بعد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اس عبارت کو امکان کذب کی دلیل بنانے والوں کی بیخ کنی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اذا عرفت هذا وضح عندک بتوفیق الله ان تشبث هذا المکذب الذی ظهر فی زماننا بکنکوه بهذه العبارة لمذهبه الخبیث انما هو تشبث الغریق بالحشیش فانه ان اراد ان هذا مذهب المصنف رحمه الله فهو قدس سره مکذب له ومتحاش عنه بنصه الصریح فی الخاتمة وان اراد انه مشرب الشارح رحمه الله تعالیٰ فهومکذب له ومتبری منه بنصوصه الجلیة المارة والآتیة (علی الصفحة۱۷۵ و ۶۴) وغیر ذلک وان اراد انه مذهب الاشاعرة فهم مکذبون له و براء عنه بشهادة المصنف والشارح فیما نقل عنهم فی الصفحتین المذکورتین وایضاً بنصوص الاشاعرة انفسهم کما نقلنا ها فی "سبحن السبوح" وان اراد

التمسک بان هذا هو اليق والصق باقوالهم وان لم يقولوا
به فليعترف الظالم الكذوب المكذب اولاً انه يخالف ائمة
اهل السنة والجماعة قاطبة ويقول بمالم يقل به احد منهم
بل صرحوا جميعاً ببطلانه وانما يريد التمسک لبدعته
بما زعم ابن الهمام انه اليق بقول الاشاعرة مع تصريحه
بنفسه بانه ليس مذهب اهل السنة الجماعة بعد ذلک
يظهر عند كل من له سمع و بصرانک قد فارقت الجماعة
و خرقت الاجماع و اثرت الخلاعة واخترت الابتداع و
قلت بما ابطله ائمة السنة الجماعة جميعاً وسببت ربک
بملاء فيک سباً شنيعاً وتشبثت بقياس فاسد باطل (؟) نشا
عن ملاحظة اقوال نشات عن غفلة وذهول(العبارة غير
واضحة) ياكياد كابن صياد و من يضلل الله فماله من هاد
ولا حول ولا قوة الا بالله الكريم الجواد و صلى االله تعالىٰ
على سيدنا محمد وآله وصحبه وسائر الاحباء آمين" انتهى

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ رشید احمد گنگوہی نے امکان کذب کا فتنہ کھڑا کیا اوراس عبارت کواپنے مذہب باطل کے لئے دلیل بنایا۔

1:۔ اگراس کا مقصد یہ دکھلانا ہے کہ قدرت علی الکذب ابن ہمام علیہ الرحمۃ کا مذہب ہے تو وہ خاتمہ میں اس کی تکذیب کرتے ہیں (اورمسئلہ حسن وقبح عقلیین میں بھی کذب کو محال بتا چکے)

2:۔ اگراس کا مقصد یہ دکھلانا ہے کہ یہ شارح ابن ابی الشریف علیہ الرحمۃ کا عقیدہ ہے تو وہ بھی اس سے اپنی برأت متعدد نصوص میں ظاہر کر چکے ہیں۔ان کی یہ

عبارت تو گزر چکی۔

"قلنا لا خلاف بین الاشعریة وغیرهم فی ان کل ما کان وصف نقص فی حق العباد فالباری تعالیٰ منزه عنه وهو محال علیه تعالیٰ والکذب نقص" (ص ۱۸۴)

ترجمہ: اشعریہ اور غیر اشعریہ کے نزدیک اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ جو امر بندوں کے حق میں صفت نقص ہو، باری تعالیٰ اس سے پاک ہے اور اس کے لئے وہ محال ہے۔ کذب بھی صفت نقص ہے۔

اور دوسری عبارت یہ ہے۔

"قلنا لا خلاف فی ان الکذب وصف نقص عند العقلاء" (ص ۱۸۴)

"یہ بالکل واضح ہے کہ کذب اہل عقل کے نزدیک صفت نقص ہے۔"

اور اصل خامس میں شارح علیہ الرحمۃ نے ابن ہمام علیہ الرحمۃ کی تائید فرمائی کہ کذب کا نقص عقلی ہونا تمام اشاعرہ و ماتریدیہ و معتزلہ کے نزدیک مجمع علیہ ہے۔ ملاحظہ ہو عبارت المسایرۃ مع المسامرۃ (ص ۱۰۹)

"لا نزاع فی استقلال العقل بادراک الحسن والقبح بمعنی صفة الکمال وصفة النقص کالعلم والجهل وکالعدل والظلم فان العقل یستقل بادراک حسن العلم والعدل وقبح الجهل والظلم"

"اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ حسن و قبح بمعنی صفت کمال و صفت نقص سمجھنے میں عقل مستقل ہے جیسے علم و جہل اور عدل و انصاف کہ عقل علم اور عدل کو اچھا، جہل اور ظلم کو برا سمجھے میں مستقل ہے یعنی ورود شرع کے بغیر بھی ان امور کا حسن و قبح

خود ادراک کرتی ہے۔''(اسی طرح بعض اشاعرہ کا محل اتفاق سے غفلت کرنا بھی شارح علیہ الرحمۃ کے نزدیک مسلم ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۱۸۳ تا ۱۸۴)

3:۔ اگر رشید احمد گنگوہی کا مقصد یہ دکھانا ہے کہ اشاعرہ قدرت علی الکذب کے قائل ہیں تو ماتن وشارح اور خود اشاعرہ نے اس کی تکذیب کر دی اور اقوال اشاعرہ کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے (سبحن السبوح) میں ذکر فرما کر اس مقصد کو بھی کھوکھلا بنا دیا۔

4:۔ اور اگر اس کا مقصد اس استناد سے یہ ہے کہ قدرت علی الکذب کا عقیدہ مذہب اشاعرہ کے مناسب اور موافق بتائے اگر چہ انھوں نے اس کی تصریح خود نہیں کی تو وہ پہلے اس بات کا اعتراف کرے کہ وہ اپنی بدعقیدگی اور گمراہی کو ثابت کرنے کے لئے ایک ایسا قول کر رہا ہے جو تمام اہل سنت و جماعت کے عقیدے کے خلاف ہے۔ اور ایک ایسے مصنف یعنی ابن ہمام علیہ الرحمہ کی عبارت سے استدلال کرتا ہے جو تصریح کرتے ہیں کہ یہ مذہب اہل سنت کا نہیں اس کے بعد ہر ذی عقل و شعور جان لے گا کہ گنگوہی خرق اجماع کر کے جماعت مسلمین سے جدا ہوا اور بدعت کو اختیار کیا اور ایسا قول کیا جسے ائمہ اہل سنت و جماعت باطل بتا چکے ہیں اور بھرے منہ وہ رب تعالیٰ کو شنیع گالی دیتا ہے کہ وہ کذب پر قادر ہے۔ وہ بھی محض ایک قیاس کی بنیاد پر جو ایسے بعض اقوال اشاعرہ پر مبنی ہے جو غفلت و ذہول کی بنا پر ان سے صادر ہوئے۔ یوں وہ ایک قیاس فاسد کو اپنی دلیل بنا کر کید اور مکاری کرتا ہے۔ اور جسے خدا تعالیٰ گمراہ کر دے اس کو کوئی راہ راست پر نہیں لا سکتا۔

قارئین کرام! یہ تھا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا وہ عظیم حاشیہ جو ابھی تک توضیح ساتھ چھپ نہ سکا تھا۔ اب دیکھئے اس حاشیہ کے نتائج کیا ہیں۔

1:۔ امام ابن ہمام علیہ الرحمۃ کی امام نسفی پر جرح غلط ٹھہری۔ بعض معتزلہ

امکان کذب کے قائل تھے اور انہی کی طرف امام نسفی نے اس مذہب کو قضیہ مہملہ کے طور پر منسوب کیا تھا۔ اور ایسی نسبت جائز وصحیح ہے۔

2:۔ ماتن ابن ہمام علیہ الرحمۃ شارح ابن ابی الشریف علیہ الرحمۃ محشی قاسم بن قطلو بغا علیہ الرحمۃ اور تمام اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ کذب اللہ تعالیٰ کی قدرت میں داخل نہیں کیونکہ وہ نقص ہے۔

3:۔ امام ابن ہمام نے قدرت علی الکذب کو مذہب اشاعرہ کے زیادہ مناسب بتا کر تصریح کر دی ہے کہ اشاعرہ کا مذہب نہیں نہ ان میں کسی ایک سے اس بات کی کوئی روایت ہے۔ بلکہ یہ اشاعرہ پر بطور الزام امام ابن ہمام کی اپنی رائے اور قیاس ہے۔ اور یہ قیاس خود ان کی ہی عبارت سے فاسد ہے کیونکہ وجہ مناسبت مسئلہ حسن و قبح عقلیین میں بعض اشاعرہ کا ذہول کی بنا پر یہ قول تھا کہ کذب کا نقص عقلی نہیں۔ ابن ہمام نے تصریح کی ہے کہ یہ قول ان سے حسن و قبح عقلیین کے محل اتفاق سے غفلت کی وجہ سے تھا۔ جب اصل ہی خطا ہے تو اس پر قیاس کیسے درست ہو سکتا ہے؟

4:۔ اگر یہ واقعتاً اشاعرہ کا مذہب ہوتا تو امام ابن ہمام صاف کہہ دیتے ''فھو مذھب الاشاعرۃ'' اس سے کیا مانع تھا؟ لیکن اس طرح قطعاً نہ فرمایا کیونکہ یہ مذہب اشاعرہ نہیں۔

5:۔ دوسرے کے مذہب کے بارے میں کسی کی رائے اور قیاس ہرگز اس کا مذہب نہیں ہوتا۔ بالخصوص جب کہ اس رائے کے خلاف اس دوسرے کی تصریحات موجود ہوں۔

6:۔ اس قیاس کے فساد و بطلان کو ابن ہمام علیہ الرحمۃ کے تلمیذ اکبر محشی فاضل قاسم ابن قطلو بغا علیہ الرحمۃ نے اپنے حاشیہ المسایرۃ میں ذکر کیا۔ کیا اب بھی

اس عبارت سے استدلال کا جواز رہ جاتا ہے؟

7:۔ جو امکان کذب اور قدرت علی الکذب کا عقیدہ رکھتا ہے وہ تمام علمائے اہل سنت و جماعت سے علیحدگی اختیار کر کے بدعت و گمراہی کی راہ چلتا ہے۔

کاتب غفرلہ اس مقام پر ایک آخری وضاحت کرنا چاہتا ہے۔شاید یہ کوئی کہے کہ امام ابن ہمام نے قدرت علی الکذب کو حسن و قبح عقلیین پر تھوڑا ہی قیاس کیا ہے۔ قیاس تو انہوں نے مسئلہ تعذیب مطیع پر کیا ہے جو اشاعرہ کا مذہب صحیح ہے۔تو قیاس درست ٹھہرا۔ جواب اولاً یہ ہے کہ امام ابن ہمام نے وجہ قیاس خود ذکر نہ فرمائی۔آپ کے تلمیذ اکبر قاسم ابن قطلو بغا نے وجہ قیاس مسئلہ حسن و قبح عقلیین میں تحیرات اشاعرہ کو خود ذکر فرمایا ہے۔تو معلوم ہوا کہ یہ ایک وجہ قیاس ضرور ہے۔

ثانیاً مسئلہ تعذیب مطیع بھی وجہ قیاس ہوسکتا ہے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے اس کا بھی ذکر فرمایا۔اگر چہ تعذیب مطیع کا جواز و امکان عقلی مذہب اشاعرہ ہے لیکن اس پر قدرت علی الکذب کو قیاس کرنا باطل ہے۔وجہ بطلان یہ ہے کہ تعذیب مطیع اشاعرہ کے نزدیک ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر ہے اور وہ غیر جس کی وجہ سے امتناع ہے وہ کذب باری تعالیٰ ہی تو ہے۔اور قاعدہ ہے کہ ممتنع بالغیر کے وقوع سے محال بالذات لازم آتا ہے سو کذب باری محال بالذات ہوا اور وہ ان آیات وعد کا کذب ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے اہل اطاعت کو انعام کا وعدہ فرمایا ہے۔جب وہ وعدہ فرما چکا کہ اس کے خلاف نہ کرے گا تو تعذیب مطیع کا محال بالغیر ہونا کذب باری تعالیٰ کی وجہ سے ہے۔اب بتاؤ کہ وہ قیاس کس طرح درست ٹھہرا؟ خود اس مسئلہ تعذیب سے واضح ہو رہا ہے کہ کذب محال ذاتی ہے پس یہ قیاس باطل ٹھہرا۔

الحاصل قائلین امکان کذب کا عبارت مسایرہ کو اپنے مذہب نامہذب کی دلیل بنانا اور اسے اشاعرہ کا مذہب بتانا غلط ثابت ہوا۔امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے ہر پہلو

سے مذہب اشاعرہ کو اس قبیح مذہب سے بری ثابت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تربت اطہر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور اہل عقل کو حق کو تسلیم کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

کتبہ خادم نعال علماء اہل السنۃ والجماعۃ
العبد محمد منور عتیق
برمنگھم یو کے ۸ ذوالحجہ ۱۴۳۱ھ

کاتب عفی عنہ فاضل جلیل حضرت علامہ احمد مصباحی صدر المدرسین الجامعہ الاشرفیہ (مبارکپور۔انڈیا) کا تہہ دل سے ممنون ہے جنہوں نے تھوڑے وقت میں اس مقالے کی نظر ثانی فرما کر اس کی افادیت کو بڑھایا فجزاہ اللہ خیرا فی الدارین۔

عربی عبارات وحواشی

قال الامام ابن همام رحمه الله فی المسایرة

"ثم قال (ای الامام النسفی فی العمدة) "لایوصف تعالیٰ بالقدرة علی الظلم والسفه والکذب لان المحال لا یدخل تحت القدرة وعند المعتزلة یقدر ولا یفعل" ولا شک فی ان سلب القدرة عما ذکر هو مذهب المعتزلة واما ثبوتها ثم الا متناع عن متعلقها فبمذهب الاشاعرة الیق"

قال الشارح العلامة ابن ابی الشریف رحمه الله فی المسامرة

"کانه انقلب علیه (ای علی الامام النسفی) مانقله عن

المعتزلة"

رقم الامام احمد رضا البريلوى رحمه الله فى حواشيه عليها

"اقول يريد الرد على الامام الاجل ابى البركات عبدالله النسفى صاحب المدارک والكنز والكافى والوافى والعمدة وغيرها من التصانيف اللائقة فى التفسير والفقه.والكلام بوجهين الاول انه نسب الى المعتزلة القدرة على تلک القاذورات وهم مع ضلالهم مبرؤون عن ذلک فقد صرحوا ايضاً وفاقالا هل السنة باستحالة كل ذلک عليه سبحانه و تعالىٰ. **اقول** والجواب عنه ان بعضهم لجهله اوضلاله صرح بخلاف ذلک والامام النسفى ثقة فى النقل فلا يؤخذ عليه لوجود النقل عن اكثر هم وفاق اهل السنة فان بعضاً من قوم اذا قالوا بقول جاز النسبة اليهم على سبيل مهملة (؟) وان كان اكثرهم لم يقولوابه الاترى الى قوله تعالىٰ "وقالت اليهود عزير ابن الله" مع ان القائل بهذا من اليهود لم تكن الاشرذمة قليلة كانوا و بانوا كما صرحوابه.

والثانى ان الذى نسبه الى المعتزلة فهو انسب بمقال الاشاعرة النافية للحسن والقبح العقليين الاترى انهم يجوزون على الله تعالىٰ التكليف بالمحال الذاتى

ويجوزون تعذيب المطيع الذى لم يعص الله طرفةعين و يزعمون انه تعالىٰ يمتنع عن ذلك مختاراً لا انه لا قدرة له على ذلك فكان قياس قولهم ان يقال ههنا ايضاً كذلك.

اقول وانت تعلم ان المصنف رحمه الله تعالىٰ لم يذكره مذهبا لنفسه كيف وانه ليس من الاشاعرة. بل من الماتريدية كيف و قد نص بنفسه فى نفس هذا الكتاب فى الخاتمة (على الصفحة٦٤) حيث لخص عقائد اهل السنة وغيرها اجمالاً ليحفظها المؤمن ويعتقد بها مانصه: ”لا ضدله تعالىٰ ولا مشابه ولا حدولا نهاية ولا صورة يستحيل عليه سمات النقص كالجهل والكذب“ هذا هو عقيدته بل عقيدة جميع اهل السنة فانه قال فى صدرتلك الخاتمة ”ولنختم الكتاب بايضاح عقيدة اهل السنة والجماعة“ ثم جعل يسردها وذكر منها هذا فهو رحمه الله تعالىٰ بنفسه معتقد باستحالة الكذب عليه تعالىٰ كاستحالة الجهل وعالم بان هذا عقيدة جميع اهل السنة الاترى انه لم يذكره عقيدةً لنفسه فقط بل رواه عن جميع اهل السنة والجماعة وقد قدم الشارح رحمه الله تعالىٰ (على صفح١٧٥) ”انه لا خلاف بين الاشعرية وغيرهم فى ان كل ما كان وصف نقص فى حق العباد فالبارى تعالىٰ منزه عنه وهو محال عليه تعالى والكذب وصف نقص“ فهذه عقيدة الاشاعرة وجميع اهل السنة وانت ترى انه لم

يـذكـرهـا ههـنـا روايـة عن الاشاعرة ولا قال انه مذهبهم او مذهب احد منهم وانما ذكر قياساً منه انه اليق بمذهبهم.

ووجه زعم الاليقية وهى ما ذكرنا من اقاويلهم فى التكليف بـالـمحال وتعذيب المطيع ومن الجلى عند كل من له حظاً مـن الـعـقـل ان مـا يذكر قياساً على بعض ما صدر منهم من الاقـاويـل لا يكون مذهبهم اصلاً وان لم يات منهم تصريح بـخـلاف فـكيف وهـم قـاطبة مـصـرحون ببطلانـه فكيف والـمـصـنف بنفسه والشارح كذلك نقلاً عن مذهب اهل السـنة والـجـمـاعة مـاهـو قاض ببطلان هذا القياس فكيف وفسـاد هـذا الـقيـاس واضـح بـغيـر التبـاس كمابينه تلميذ الـمـصنف الاكبر العلامة قاسم بن قطلوبغارحمه الله تعالىٰ فى حاشيته على هذا الكتاب (على الصفحة ١٨١) "والحق ان هذا القياس انما ينشؤمماوقع من الاشاعرة من تحيرات وتـرددات نشـات عـن غـفلتهم عن محل الوفاق فى مسالة الحسن والقبح العقليين كما بينه المصنف رحمه الله تعالىٰ آنـفـا بيانا شافياً (على الصفحه ١٧۴ و ١٧۵) فسبحن الله لا ينسى.

اذا عـرفـت هـذا وضـح عـندک بتوفيق الله ان تشبث هذا الـمكذب الذى ظهرفى زماننا بكنكوه بهذه العبارة لمذهبه

الخبيث انما هو تشبث الغريق بالحشيش فانه ان اراد ان
هذا مذهب المصنف رحمه الله فهو قدس سره مكذب له
ومتحاش عنه بنصه الصريح فی الخاتمة وان اراد انه
مشرب الشارح رحمه الله تعالیٰ فهو مکذب له ومتبری منه
بنصوصه الجلية المارة والآتية (علی الصفحة١٧٥ و
٦٢) وغير ذلک وان اراد انه مذهب الاشاعرة فهم
مکذبون له و براء عنه بشهادة المصنف والشارح فيما نقل
عنهم فی الصفحتين المذكورتين وايضاً بنصوص الاشاعرة
انفسهم كما نقلنا ها فی "سبحن السبوح" وان اراد
التمسک بان هذا هو اليق والصق باقوالهم وان لم يقولوا
به فليعترف الظالم الكذوب المكذب اولاً انه يخالف ائمة
اهل السنة والجماعة قاطبة ويقول بمالم يقل به احد منهم
بل صرحوا جميعاً ببطلانه وانما يريد التمسک لبدعته
بما زعم ابن الهمام انه اليق بقول الاشاعرة مع تصريحه
بنفسه بانه ليس مذهب اهل السنة الجماعة بعد ذلک
يظهر عند كل من له سمع و بصرانک قد فارقت الجماعة
و خرقت الاجماع و اثرت الخلاعة واخترت الابتداع و
قلت بما ابطله ائمة السنة الجماعة جميعاً وسببت ربک
بملاء فيک سباً شنيعاً وتشبثت بقياس فاسد باطل (؟) نشا
عن ملاحظة اقوال نشات عن غفلة وذهول(العبارة غير
واضحة) ياكياد كابن صياد و من يضلل الله فماله من هاد

ولا حول ولا قوة الا بالله الكريم الجواد و صلى االله تعالىٰ
على سيدنا محمد وآله وصحبه وسائر الاحباء آمين" انتهى
كلام الامام احمد رضا خان رحمه الله من حواشيه التى لم
تطبع قبل فى مجموع رتبه الدكتور محمد مجيد الله
القادرى اسمه (امام احمد رضا كى حاشيه نكارى) طبع
ادارة تحقيقات الامام احمد رضا كراتشى باكستان
١٩٨٦.

حققه محمد منور عتيق

برمنجهام بريطانيا